گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را.....................

# اسلام کے ہاتھوں علم کی سربلندی

علامہ عبدالبر الاندلسی............ترجمہ عبدالرزاق ملیح آبادی

اسلام نے دنیا میں قدم رکھتے ہی ببانگ دہل اعلان کردیا کہ یہ (دنیاوی) علم،، وہ علم نہیں ہے، جو انسان پرخدا کی منت کبری ونعمت عظمی ہے، بلکہ علم وہی ہے، جو راز نہیں بنتا۔قلم وکتابت سے ثبت ومدون ہوتا ہے اور جسے ہر آدمی جب چاہے حاصل کرسکتا اور پرکھ سکتا ہے۔وہ چیز علم کیونکر ہوسکتی ہے جو ظاہر ہونے سے روشنی میں آنے سے لکھی پڑھی پرکھی جانے سے بچتی، بدکتی، ڈرتی ہے؟ یقیناً یہ چیز علم نہیں ہوسکتی۔علم کے نام سے جہل ہوسکتی ہے۔مکرودجل ہوسکتی ہے۔اسلام نے اسی علم کو انسان پر خدا کا سب سے بڑا احسان بتایا ہے، جو تحریر میں آنے سے گریز نہیں کرتا، جسے لکھ کر تمام دنیا کے سامنے سورج کی روشنی میں رکھا جاسکتا ہے، اور جس کی زبان حال، چیلنج دیتی رہتی ہے کہ آؤ اور مجھے پرکھو۔دیکھو، میں کندن ہوں یا ملمع کیا ہوا پیتل! قرآن نے یہی نہیں کیا کہ حقیقی علم کو مصنوعی وفرضی علم سے الگ کردیا، بلکہ نعمت علم کو نعمت تخلیق سے کہیں زیادہ برتر وافضل دکھایا ہے۔دیکھیے تو کیا ارشاد ہوتا ہے:۔"اقرا باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق،،نعمت تخلیق عام ہے، جس میں انسان اور تمام مخلوقات برابر کے شریک ہیں، اس لئے اس نعمت کو محض"رب،، کی طرف منسوب کیا، لیکن اس کے بعد ہی کلمہء خطاب کو دھرا کر فرمایا"اقرا وربک الاکرم الذی علم بالقلم ،علم الانسان مالم یعلم،،اس مکرر"اقراء،، میں نعمت علم کو نہ"رب،، کی طرف منسوب کیا، نہ"رب کریم،، کی طرف بلکہ"رب اکرم،، سے اسے نسبت دی تاکہ معلوم ہوجائے کہ علم کی نعمت ،وہ نعمت ہے ،جو از حد کرم والے پروردگار کا کرم ہے۔محض رب کا کرم نہیں ہے"رب اکرم،، کا کرم ہے، اس لئے سب سے بڑا کرم ہے، اور واقعی ظلوم وجہول انسان پر اس سے بڑا کرم اور کیا ہوسکتا ہے کہ علم ومعرفت کا سورج اس پر درخشاں ہوگیا، جس کے نور کی نہ کوئی حد ہے اور نہ وہ کبھی ختم ہونے والا ہے!

"رب اکرم،، فرما کر علم کی عظمت واہمیت پوری طرح واضح کرکے یہ بھی صاف کردیا کہ قلم وتحریر کے ذریعہ انسان کے علم کو جو وسعت وافراوانی بخشی گئی ہے اس کا اندازہ کرنا کسی کے بس میں نہیں۔غور کیجئے کہ"علم الانسان مالم

| | |
|---|---|
| وقت محنت می بری زاللہ بو | چونکہ محنت رفت گوئی راہ کو |

یعلم،، میں کس قدر وسعت ہے..........

شروع شروع انسان ،حیوان سے ممتاز نہ تھا۔شکار مارتا اور کھاتا تھا۔غاروں،بھٹوں میں راتیں بسر کرتا تھا،اور درندوں سے لگاتار لڑائی میں مشغول تھا،مگر آہستہ آہستہ اس کا علم بڑھا،جو''رب اکرم،،نے اس کے خمیر میں رکھ دیا تھا،اور آج وہی انسان جو پہلے بھی نہایت کمزور مخلوق تھا،خشکیوں پر،پانیوں پر،ہواؤں پر حکومت کررہا ہے۔علم کے ہاتھ انسان کو کل کہاں لے جائیں گے؟کون پیشین گوئی کرسکتا ہے؟''رب اکرم،،ہی جانتا ہے کہ اس کی یہ بخشش ،انسان کو کہاں پہنچانے والی ہے!چاند تو خیر زمین سے بہت قریب ہے،انسان ،سیاروں کو بھی مسخر کرلینے کا خواب دیکھ رہا ہے۔کون کہہ سکتا ہے''ربِ اکرم،،کا کرمِ اکبر۔علم۔کسی دن سیاروں کا بھی انسان کو مالک بنادے۔اور اس یادگار و عجیب دن،انسان،قرآن مجید میں یہ ارشاد پڑھ کر حیران و ششدر رہ جائے۔''وسخرلکم مافی السموات مافی الارض جمیعا منه ۔دیکھا آپ نے،اسلام کی نظر میں علم کا مرتبہ کیا ہے یہ بھی یاد رہے کہ غیر مسلم دنیا نے علم کو کس نظر سے دیکھا،اور علم سے کیا برتاؤ کیا؟قرآن میں اگر سورۂ علق کی ابتدائی چار آیتوں کے سوا علم کی فضیلت میں اور کچھ نہ کہا جاتا،تو بھی کافی ووافی تھا،لیکن قرآن میں بار بار علم کی عظمت واہمیت کو نہایت دل کش پیراؤں میں پیش کیا گیا ہے،اور تحصیل علم پر انسانوں کو راغب کیا گیا ہے۔

## انسان کی فرشتوں پر فضیلت

اولین انسان ،حضرت آدم کا قصہ بھی حقیقت میں علم ہی کی فضیلت وبرتری کا بیان ہے۔طہر وتقدس ،عصمت وعفاف،عبادت وریاضت کیسی محبوب صفتیں ہیں،کتنی مطلوب صفتیں ہیں فرشتے ان صفتوں سے بدرجہ اتم متصف ہیں۔فرشتے اپنی جبلت ہی میں نیک ہیں۔شر۔کا ارادہ بھی نہیں کرسکتے،لیکن فرشتوں جیسی برگزیدہ مخلوق پر ایک ایسی مخلوق کو فضیلت حاصل ہوگئی ،جس کی فطرت ،خیر کے ساتھ شر سے بھی آشنا ہے،اور حکم دیا گیا کہ اسی مظلوم وجہول مخلوق کو۔آدم کو۔انسان کو۔سجدہ کرو معمولی تعظیم وتکریم ،اجلال واحترام مقبول نہ ہوگا۔سچ مچ سجدہ ہی کرو،کیونکہ خاک کا یہ پتلا زمین پر ہمارا نائب خلیفہ ہوگا!

فرشتوں کی فطرت سلیم اس حقیقت تک پہونچ گئی کہ یہ آدم یہ انسان کچھ عجیب چوں چوں کا مربہ ہوگا۔نیکی پر آئے گا،تو عرش الہی سے لگ جائے گا اور بدی پر تلے گا،تو خود بدی پناہ مانگنے لگے گی۔فرشتوں نے اپنا یہ کشف،جناب باری تعالی میں پیش کیا''اتجعل فیھا ،من یفسد فیھا ویسفک الدمآء ونحن نسبح

بحمدک ونقدس لک ،،فرشتوں کا استدلال یہ تھا کہ خدا، خیر محض ہے اس لئے خدا کا خلیفہ بھی خیر محض ہونا چاہئے ،لیکن فرشتوں کا استدلال مقبول نہ ہوا اور حکمت الٰہی کا فیصلہ یہی رہا کہ آدم، زمین پر خدا کا خلیفہ بنے گا اور فرشتوں کو اپنے تمام طہر وتقدس، خیر وفضل کے باوجود آدم کو سجدہ کرنا ہوگا!

اپنے سے بظاہر کہیں پست مخلوق، آدم کو فرشتے، کیوں سجدہ کریں؟ اس لئے کہ آدم کو ایک ایسی خصوصیت بخش دی گئی ہے، جس سے فرشتے محروم ہیں، اور یہ خصوصیت تمام فضیلتوں پر بھاری اور آدم کو خلافت الٰہی کا حق دار بنانے والی ہے۔

وہ خصوصیت کیا ہے؟۔ علم! ''وعلم ادم الاسماء کلھا ثم عرضھم علی الملائکۃفقال انبئونی باسماء ھؤلاء ان کنتم تعلمون،،!

اب فرشتے سمجھے کہ معاملہ کیا ہے؟ انھیں معلوم تھا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ایک صفت علم بھی ہے اور یہ حقیقت ان پر ظاہر ہوگئی کہ زمین کی خلافت کے لئے علم وحکمت اصلی شرط ہے اور خدائے علیم وحکیم نے آدم کو زمین کی خلافت کے ساتھ علم وحکمت کی خلافت بھی بخش دی ہے، وہ علم وحکمت، جس سے خود فرشتے محروم ہیں، لہذا اس صفت سے اپنی محرومی کا نہایت خوبصورت لفظوں میں اعتراف کرلیا۔ ''قالوا سبحانک لاعلم لناالاماعلمتناانک انت العلیم الحکیم،،

اس اعتراف عجز پر ارشاد ہوا کہ آدم کو تم پر فوقیت بڑی بڑی مصلحتوں سے دی گئی ہے، تم کیا جانو یہ خاک کا پتلا ،میرے بخشے ہوئے علم سے آخر کار کس حد کمال کو پہونچے گا۔ یہ تو صرف میں ہی جانتا ہوں۔ قال الم اقل لکم انی اعلم مالاتعلمون ،،!

خلق انسان کی داستان، توراۃ نے بھی سنائی ہے اور دوسرے ادیان کی کتابوں نے بھی ،لیکن قرآن نے علم کی بنا پر انسان کو جملہ مخلوقات پر عام فضیلت دے کر جو داستان سنائی ہے، کہیں نہیں ملتی۔ وہ صرف اسلام ہی ہے جس نے انسان کو زمین پر خدا کا خلیفہ قرار دیا ہے، اور وہ صرف اسلام ہی ہے جس نے انسان کو محض علم کی بنا پر جملہ مخلوقات ہی سے نہیں بلکہ فرشتوں سے بھی ممتاز ٹھہرایا ہے۔

## قومی خودمختاری اور علم

اس دنیا کی زندگی میں خودمختاری وقومی حکمرانی، ایسی نعمت ہے کہ جو قوم اس نعمت سے محروم ہوجاتی ہے آخر زندگی

سے بھی محروم ہوجاتی ہے۔قرآن مجید نے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے واضح کردیا ہے کہ خودمختاری وقومی حکمرانی ،سربلندی وفیروزی کے لئے مادی طاقت اور علمی طاقت دونوں کا ہونا لازمی ہے،ورنہ قومیں اپنا وجود برقرار نہ رکھ سکیں گی۔اسرائیلی قوم ایک قدیم قوم ہے۔دشمنوں سے جب لگا تار مار کھاتی رہی،تو دوسری قوموں کی دیکھا دیکھی اس وہم میں مبتلا ہوگئی۔کہ بادشاہ کے بغیر زندگی نہیں ہوسکتی۔خدا کے نبی نے ہرچند سمجھایا کہ بادشاہ ہی ایک بہت بڑا اشر ہے۔تم اس وہم سے باز آجاؤ،مگر اسرائیلی نہ مانے،تو خدا نے طالوت کو ان کا بادشاہ منتخب کردیا!

طالوت کا نام سن کر اسرائیلی قوم،حیرت زدہ رہ گئی،پھر احتجاج کی راہ سے چلا اٹھی''انی یکون لہ الملک علینا ونحن احق بالملک منہ ولم یوءت سعۃمن المال،،طالوت ہمارا بادشاہ کیسے ہوسکتا ہے وہ تو مفلس وقلاش ہے،ان احمقوں کے خیال میں طاقت کا اصل سرچشمہ،صرف دولت تھا اور وہ تصور نہیں کرسکتے تھے کہ غریب یا فقیر آدمی بھی کوئی بڑی مہم سر کرسکتا ہے۔

ان نادانوں کے جواب میں ارشاد ہوا''وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم،،بےشک طالوت کے پاس سونا چاندی نہیں،مگر سونا چاندی ہی تو۔۔تم لاکھ سمجھا کرو۔۔قوت وعظمت کا اصلی منبع نہیں ہے قوت وعظمت کا راز تو کسی اور ہی چیز میں مضمر ہے اور وہ چیز بدرجہ اتم طالوت کے حصے میں آچکی ہے۔وہ چیز ہے علم کی قوت اور جسم کی قوت''وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم ،،لہذا وہی تمہارا بادشاہ بننے کا سب سے زیادہ اہل ہے ،اور جلد ہی ثابت ہوگیا کہ طالوت اپنے علم وجسم کی قوتوں سے اسرائیل کے حریفوں پر غالب آگیا،اور اسرائیل ،بڑی قوم بن گئے۔

انبیاء علیہم السلام،مکمل انسان ہوتے ہیں،اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم،افضل الانبیاء ہیں اس پر بھی خدا کا حکم ہوا کہ اپنے لئے فراوانی علم کی ہمیشہ دعا کرتے رہیں۔''قل رب زدنی علما،،

ان سرسری اشاروں سے بآسانی سمجھا جاسکتا ہے کہ دوسرے ادیان ومذاہب کے ماننے والوں میں ذہنی،عقلی ،علمی بیداری کیوں پیدا نہیں ہوئی اور مسلمانوں میں یہ حیرت انگیز بیداریاں کیوں عام رہیں؟ان اشاروں کی تفصیل آپ کو شیخ الاسلام علامہ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ کی اس جلیل القدر کتاب میں ملے گی،جس کا ترجمہ(العلم والعلماء کی صورت میں) ہم نے کردیا ہے اور آپ یہ سوچ کر حیرت میں ڈوب جائیں گے کہ اسلام نے علم کو جو اعلی واشرف وافضل درجہ دیا ہے مسلمانوں کی موجودہ حالت دیکھتے ہوئے،کون خیال کرسکتا ہے کہ اسلام نے ایسا کیا ہوگا؟ (عبدالرزاق ملیح آبادی دہلی۔یکم نومبر ۱۹۵۲ء)

| | |
|---|---|
| وقت محنت می بری زاللہ بو | چونکہ محنت رفت گوئی راہ کو |